مس زاہدہ نسرین سلہری

# غزنوی دور کے محدثینِ لاہور

قرآنِ حکیم کے بعد اسلامی تعلیمات کا دوسرا بڑا ماخذ حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کا نام حدیث ہے[1]

احادیث کی جمع و تدوین کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ بعض صحابہ کرام نے احادیث کے مجموعے بھی لکھ کر محفوظ کر لیے تھے، جنہیں صحیفے کہا جاتا تھا۔ عہدِ صحابہ میں کسی مسئلہ کے بارے میں قرآن سے واضح حکم نہ ملنے کی صورت میں حدیث کی طرف رجوع کیا جاتا۔ اس طرح وہ حدیث عام شہرت حاصل کر لیتی[2] اور پھر جب تابعین کا دور آیا تو اس پاک باز جماعت نے احادیث کی تدریس کے لیے درس گاہیں قائم کیں۔

اسی دور میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے مدینہ کے گورنر ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم کو لکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو حدیث ملیں اور آپ کو جو مواد حاصل ہو اس کو باقاعدہ ضبطِ تحریر میں لایا جائے۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ علم مٹ نہ جائے اور علما ختم نہ ہو جائیں۔ اس کی تدوین و حفاظت کے لیے مجالس قائم کی جائیں تاکہ جو شخص علم و حدیث کا علم نہیں رکھتا وہ اس سے باخبر ہو جائے۔

اس طرح علمِ حدیث کی تدوین کے سلسلے میں ہر دور میں محدثین بہترین خدمات انجام دیتے رہے اور یہ علم ان کی سعی و محنت سے مختلف ملکوں اور علاقوں میں پھیلا اور کئی شہر اور علاقے تو اس کے باقاعدہ مرکز قرار پائے۔ چنانچہ علم حدیث برصغیر پاک و ہند میں پہنچا تو غزنوی دور میں شہر لاہور کو علوم و فنون کے مرکز کی حیثیت حاصل ہوئی اور اس دور میں لاہور میں علم حدیث سے درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہوا اور کتب حدیث کی شرحیں لکھی گئیں۔ اس زمانے کے محدثین لاہور

---

[1] علوم الحدیث ۔ صبحی صالح، ۱۷

[2] قرآن، حدیث، فقہ تفصیلی مباحث ۔ غلام رسول، ۳۸۱ ۔ ۳۸۲

کا مختصر سا تذکرہ مندرجہ ذیل سطور میں کیا جاتا ہے۔

## شیخ محمد اسماعیل لاہوری

شیخ محمد اسماعیل[۳] لاہوری کو سرزمینِ پاک و ہند میں تشریف لانے والے اوّلین مبلغین میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان کے مواعظ و ارشادات کے باعث بہت سے غیر مسلموں نے دینِ اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا۔ شیخ محمد اسماعیل اپنے دور کے بلند مرتبہ مفسرین اور محدثین میں سے تھے اور کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے اس سرزمین میں تفسیر اور حدیث کی ترویج و اشاعت کا اہتمام کیا۔ ان کا انتقال ۱۰۵۶ء/ ۴۴۸ھ میں لاہور ہی میں ہوا۔ پروفیسر محمد اسحاق کی تحقیق کے مطابق ان کا وطن بخارا تھا اور وہ ۱۰۰۴ء/ ۳۹۵ھ میں لاہور میں وارد ہوئے تھے اور پھر یہیں مستقل طور سے سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ اسی وجہ سے ان کی نسبت لاہوری ہے۔

## علی بن عمر لاہوری

شیخ ابو الحسن[۴] علی بن عمر بن حکم لاہوری عالم، محدث، ادیب اور شاعر تھے۔ بلیغ شعر کہتے تھے۔ ابو علی مظفر بن الیاس ابن سعد السعیدی الحافظ سے سماعِ حدیث کی۔ یہ روایت سمعانی سے ابو الفضل محمد بن ناصر السلامی الحافظ البغدادی نے اس زمانے میں بیان کی جب کہ ابو الفتوح عبد الصمد سمرقند میں تھے۔ ابو الحسن علی بن عمر لاہوری کی وفات ۱۱۳۴ء/ ۵۲۹ھ میں ہوئی۔

## محمود بن محمد لاہوری

محمود[۵] بن محمد ابو القاسم لاہوری عالم حدیث و فقہ تھے اور دونوں علوم کا درس دیتے تھے۔ اسفرائین گئے تو المظفر سمعانی سے فقہ میں مہارت حاصل کی اور ان حضرات سے حدیث سُنی۔ سمعانی سے، ابو الفتح عبد الرزاق ابن حسان المنیفی سے، نیشاپور میں ابو بکر بن خلف شیرازی سے، بلخ میں ابو اسحاق ابراہیم بن عمر بن ابراہیم اصبہانی سے، اسفرائین میں ابو سہل احمد بن اسماعیل بن بشر نیرجانی سے اور اسی شہر میں ۱۱۵۰ء/ ۵۴۵ھ میں ابو سعد نے ان سے

---

۳۔ تذکرہ علمائے ہند۔ ۱۱۱، ۴۱۷ء۔ رجال السند والہند۔ ۷۵، تاریخ ادبیات ۲: ۱۲۲

۴۔ نزہۃ الخواطر ۱: ۱۸۴ ۵۔ ایضاً

حدیث سُنی۔ صاحبِ الانساب سمعانی نے بھی اسفرائین میں ان سے چند احادیث سنیں۔ ان دنوں ان کی سکونت اسفرائن ہی میں تھی۔ ان کی وفات ۱۱۴۶ء میں ہوئی۔

## ابو محمد بختیار بن عبد اللہ الہندی

ابو محمدؒ الہندی ابوبکر محمد السمعانی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابوبکر محمد السمعانی کی پیدائش ۱۰۴۳ء/ ۴۶۶ھ میں اور وفات ۱۱۱۶ء/ ۵۱۰ھ میں ہوئی۔ وہ عبدالکریم السمعانی صاحب "در الانساب" کے والد تھے۔ ان کی نسبت "الہندی" سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اصلاً برصغیر پاک و ہند کے باشندے تھے۔

ابو محمد نے حدیث کا علم ابوبکر سے حاصل کیا۔ پھر ابوبکر ان کو علم حدیث کی مزید تعلیم دلانے کی غرض سے اپنے ساتھ عراق، حجاز اور شام لے گئے۔ چنانچہ بغداد میں انھوں نے جعفر بن احمد بن حسین السّراج، محمد بن عبدالسلام الانصاری وغیرہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ ہمدان میں عبدالرحمٰن بن محمد بن الحسن الدوینی کی شاگردی اختیار کی۔ اصفہان میں محمد بن حداد سے درس لیا۔ عبدالکریم السمعانی نے ان سے چند احادیث سنی تھیں۔ ان کی وفات ۱۱۴۹ء (ماہ صفر ۵۵۴ھ) میں مَرو کے مقام پر ہوئی۔

## ابوالحسن بختیار بن عبداللہ ہندی

ابوالحسنؒ بن عبداللہ ہندی، ابو محمد بختیار بن عبداللہ ہندی کے ہم عصر بھی تھے اور قرابت دار بھی۔ محدث بھی تھے اور صوفی بھی۔ بوشنج کے قاضی محمد بن اسماعیل یعقوبی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ انھیں سمعانی کے استاد ہونے کے باعث زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ ابو محمد کی طرح ابوالحسن نے بھی اپنے استاد کے ہمراہ دور دراز کے اسلامی علاقوں اور ملکوں کا سفر اختیار کیا تھا اور وہاں کے معروف اساتذۂ حدیث سے تعلیم پائی تھی مثلاً شرف ابونصر محمد، ابوالفوارس محمد بن علی، رزق اللہ بن عبدالوہاب التمیمی البنداری، علی بن احمد بن علی تستری اور عبدالملک بن علی الحافظ (ابن خلف بن شعبہ) اور احمد بن محمد العبد البجری وغیرہ ان کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور

---

ے رجال السند والہند، ۸۴۔ تاریخ ادبیات، ۲: ۱۲۱     ے تاریخ ادبیات، ۲: ۱۲۱

علمائے حدیث سے بھی تحصیل کی، جن سے کوئی اصفہان میں تھا، کوئی جبال میں اور کوئی خوزستان میں۔ سمعانی کا بیان ہے کہ انھوں نے ان سے فادیشیخ اور ہرات میں حدیث کی سماعت کی تھی۔ ان کی وفات ۱۱۵۱ء/۵۴۶ھ میں ہوئی۔

## ابوالفتح عبدالصمد بن عبدالرحمٰن لاہوری

یہ ابوالحسن[۵۸] علی بن عمر کے شاگردوں میں سے تھے اور سمرقند میں درسِ حدیث دیتے تھے وہاں سمعانی (صاحب "الانساب") نے ان سے وہ احادیث سنیں جو ان تک ان کے استاد ابوالحسن کے ذریعے پہنچی تھیں۔ ان کا زمانہ چھٹی صدی ہجری (بارھویں صدی عیسوی) کا نصف اوّل ہے وفات ۱۱۵۵ء/۵۵۰ھ کے لگ بھگ ہوئی۔

## شیخ رضی الدین حسن صنعانی لاہوری

آپ کے[۵۹] والد ماجد صنعان علاقہ ماوراء النہر سے آکر پنجاب کے دارالخلافہ شہر لاہور میں آباد ہوئے تھے۔ جہاں آپ ۵۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔ فاروق اعظم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی اور کافی مہارت حاصل کی۔

۶۱۵ھ میں بغداد چلے گئے اور کئی سال تدریس و تصنیف میں گزارے۔ پھر مکہ شریف میں جاکر کچھ مدت وہاں کی ظاہری و باطنی برکات سے بہرہ ور ہوتے رہے۔ بعد ازاں عراق گئے۔ ۶۱۸ھ میں خلیفہ مستعصم عباسی نے آپ کو بطور سفیر ہندوستان بھیجا۔ ۶۲۴ھ میں ہند سے عراق لوٹے اس کے بعد دوسری بار بطور سفیر ہندوستان آئے اور ۶۳۷ھ میں بغداد تشریف لے گئے۔

آپ نے اپنے والد کے علاوہ بعض دیگر علمائے عراق اور علمائے عرب و مکہ معظمہ سے بھی علم حاصل کیا اور حدیث کی سماعت کی۔ پھر عازم بغداد ہوئے اور مدت تک وہاں اقامت اختیار کیے رکھی، اور تدریس و تصنیف میں مشغول رہے۔ مختلف فنون مثلاً حدیث، لغت اور فقہ کے امام تھے۔

---

۵۸ تاریخ ادبیات ۲: ۱۲۳

۵۹ نزہۃ الخواطر، ۱: ۱۳۷، ۱۵۶، تذکرہ علمائے ہند، ۱۶۲۔ تاریخ اہلحدیث، ابراہیم سیالکوٹی، ۱۲۰، ۳۹۱، ۳۹۰

مختلف علوم میں متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ مثلاً علم حدیث میں مشارق الانوار، جو ایک مشہور و متداول کتاب ہے۔ اس میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سے احادیث کو ایک خاص ترتیب سے درج کیا ہے۔ علمائے حدیث نے اس کی متعدد مختصر اور مبسوط شرحیں لکھی ہیں۔ مثلاً صاحب قاموس نے "شوارق اسرار العلیہ" چار جلدوں میں اور عزالدین بن ملک نے "مبارق الازہار" (مطبوعہ انقرہ) دو جلدوں میں سپرد قلم کیں۔ مشارق الانوار کا ترجمہ مولانا خرم علی صاحب پھلواروی نے اردو میں کیا تھا جو ہندوستان میں چھپ چکا ہے۔ اس کے علاوہ حدیث میں شرح بخاری، مصباح الدجی الشمس المنیرہ، درالسحابہ اور اس کی شرح لکھی۔

علم لغت میں کتاب شوارد و عباب و شرح القلادہ المسطرہ فی توضیح الدرالدریہ، نیز کتاب العزالقش اور کتاب العروض آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔

بغداد میں ۶۵۰ھ میں معتصم عباسی کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ اپنی اولاد کو وصیت کی کہ نعش کو مکہ معظمہ لے جایا جائے۔ اس لیے پہلے بغداد میں امانتاً دفن کیے گئے پھر میت کو مکہ مکرمہ لے جایا گیا۔ اپنی کتاب مشارق الانوار میں اپنی قبر کے مکہ شریف میں ہونے کی دعا کی تھی۔

## عمرو بن سعید لاہوری

شیخ عمرو[1] بن سعید لاہوری فقیہ اور محدث تھے (بروایت حموی) ان سے حافظ ابوموسیٰ مدینی و محمد ابن ابوبکر اصفہانی دونوں نے روایت کی۔

## مخلص بن عبداللہ المہذب

ابوالحسن مخلص[2] ابن عبداللہ مہذب، بادشاہ ابوجعفر دامغانی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اور بغداد کے باشندے تھے۔ انھوں نے وہاں ابوالغنائم محمد بن علی نرسی، ابوالقاسم بزار اور ابوالفضل حنبلی وغیرہ سے احادیث سنیں۔ سمعانی نے ان کی روایت کردہ چند احادیث کی املاکی۔ مہذّب (بتشدید الذال) عبداللہ کا لقب ہے۔ یہ آزاد کردہ غلام تھے۔

---

[1] نزہۃ الخواطر، ۱ : ۱۷۵ [2] ایضاً ۱۷۹